© rasailojaraid.com



ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

# امت کی اصلاح و فساد میں

## حکمرانوں کا حصّہ

## آداب جہانبانی و حکمرانی

خطبۂ جمعۃ المبارک ۲۴ر اگست ۱۹۷۳ء جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر

(خطبہ مسنونہ کے بعد) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان امراءکم خیارکم واغنیاءکم سمحائکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیرٌ لکم من بطنھا واذا کان امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیرٌ لکم من ظھرھا (اوکما قال علیہ السلام)

محترم بزرگو! بیماری، بڑھاپا اور پریشانیوں میں مبتلا انسان آپ کے سامنے کیا عرض کر سکتا ہے۔ بہر تقدیر قاری سعید الرحمان صاحب کے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس حدیث مبارک کے ترجمے کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم بزرگو! اس حدیث مبارک میں حکومت کرنے اور حکم نافذ کرنے والے لوگوں کی کچھ صفات ان کی گئی ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو حکمرانی اور حکومت کی اہلیت کا ایک معیار بتلایا گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے میری امت جبکہ تمہارے امیر اور حکم نافذ کرنے والے حکومت کرنے والے تم سب میں سے بہتر ہو۔ اور اس امت کی جب یہ شان رہے گی کہ ان کے جو امراء ہیں وہ سب دین کے لحاظ سے علم کے لحاظ سے تقویٰ کے لحاظ سے بہتر ہوں تو یہ امت سرخرو اور کامران و کامیاب رہے گی۔

اور امیر ایک سرچشمہ ہوتا ہے۔ اگر چشمہ گندا ہو اور اس چشمے سے ہم چاروں طرف نالوں میں پانی نکالتے ہیں۔ اور وہ نالیاں اگر سونے کی بھی ہوں صاف ستھری ہوں۔ لیکن جب چشمہ کا پانی گندا ہے۔ اس میں گوبر ہے بول و براز ہے۔ اس میں بدبو ہے تو یہ پانی چشمے سے سونے چاندی کی نالیوں میں بھی سے جائیں مگر پانی بدبودار رہے گا۔ غلاظت چاروں طرف پھیلے گی۔ اسی طرح امیر کی حالت ہے اگر وہ ٹھیک نہیں تو پوری رعایا پر اس کا اثر پڑے گا کہ الناس علی دین ملوکھم۔ (لوگ اپنے حکمرانوں کے

© rasailojaraid.com


طور طریقوں کو اپناتے ہیں) تو حضورؐ نے فرمایا کہ سر چشمہ جو ہے امر کا وہ ایسا ہونا چاہئے۔ جس میں خیر ہو۔ اور اس کی شان یہ ہو کہ الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ جنہیں سلطنت دی وہ نماز اور زکوٰۃ قائم کریں بھلائیوں کی تلقین کی برائیوں سے روکے اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ امیر وہ شخص ہو جو مسلمان ہو عاقل بالغ ہو عالم ہو متقی ہو۔ سیاستدان ہو۔ کسی مخلوق سے نہ ڈرنے والا ہو کہ خدا کے احکام کی تنفیذ میں کسی سے نہ ڈرے کسی کی رعایت نہ کرے اور جس قانون کو وہ نافذ کرنے والا ہو۔ اسے جاننے والا بھی ہو اور ہم تو صرف نافذ کرنے والے ہی بن سکتے ہیں حکم اور امر بنانے والے کب بن سکتے ہیں؟ وہ تو خداوند کریم ہی کی شان ہے۔ ہم تو بحیثیت امت نبی کے نائب ہیں۔ غلامان محمد الرسول اللہ ہیں۔ اور اللہ کا حکم رسول اللہ پر نازل ہوا اور رسول اللہ نے اس کی تبیین (تشریح اور وضاحت) فرمائی ایک ہے تقنین (قانون سازی) قانون بنانا۔ اور ایک ہے اس کی توضیح تو توضیح قانون کی حضورؐ نے کی۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔

میں نے تم پر قرآن نازل کیا۔ یہ دستور حیات اور یہ شریعت اس لئے اتاری کہ آپ اسکی توضیح اور بیان کریں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو یہ ہے کہ: وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ کوئی بات بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے نہیں فرماتے بلکہ اللہ کی اتاری گئی وحی ہوتی ہے۔ خواہ وہ وحی جلی ہو یا خفی۔ تو تقنین تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمائی قانون اپنے بندوں کیلئے بنایا۔ جس ذات کے ذمہ اس کی تشریح اور توضیح تھی اسکی اطاعت وتسلیم کو نہایت ضروری قرار دیا۔ فرمایا:

| | |
|---|---|
| فلا وربک لا یومنون حتی | تیرے رب کی قسم جب تک یہ لوگ اپنے |
| یحکموک فیما شجر بینھم | جھگڑوں اور اپنے تمام معاملات میں آپ |
| ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا | کو کھلے دل سے فیصلہ کرنے والا نہ تسلیم کریں |
| مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ | تو یہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے۔ |

اور نام کے مسلمان تو ہم سب ہیں لیکن دیکھئے ایک مسئلہ ہے ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں اس پر مامور ہوں کہ لوگوں کے ساتھ قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔ اور جب کہہ دیں گے۔ تب ان کی جان ومال عزت وآبرو ہر طرح محفوظ ہو سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔

تو اب یہ ایک طالب العلمانہ سوال ہے۔ کہ مسلمان تو مسلمان، مسلمانوں کے ملک میں تو کافر

© rasailojaraid.com



بھی رہ سکتے ہیں ذمی بن کر وہ رہیں تو شریعت کا حکم یہی ہے کہ وہ تمہارے ساتھ تمہارے ہی حقوق ہر طرح رہیں گے۔

ودماءھم کدماءنا واموالھم کاموالنا وا عراضھم کاعراضنا۔　　ان کا خون ان کا مال انکی آبرو مسلمانوں کے خون اور مال اور آبرو کی طرح محترم رہیے گی۔

ان کی عزت و آبرو کی حفاظت ہمیں کرنا ہو گی۔ حالانکہ لا الہ الا اللہ تو ان لوگوں نے نہیں کہا ذمی ہیں۔ کافر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایک تو زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ جو مدار نجات آخرت ہے۔ لیکن جو کافر ہمارے ملک میں رہے گا۔ اب اس کے اوپر بھی دیوانی فوجداری قوانین تو اسلام ہی کے نافذ ہوں گے۔ اس نے یہ بات مان لی کہ مجھ پر اب ایسے فیصلے شریعت اسلام ہی کے چلیں گے۔ تو جب ایک کافر نے اس حد تک خدا کے قانون کو تسلیم کر لیا۔ تو اگر حقیقتاً لا الہ الا اللہ نہیں کہا مگر حکماً کہہ دیا۔ اس لئے اس کی جان ومال عزت وآبرو کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔ اور اگر کوئی لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے خدا کی حاکمیت اور قانون کو تسلیم نہیں کرے گا۔ تو بظاہر حکماً مسلمان ہی کہلائے مگر حقیقتاً لا الہ الا اللہ کی برکات اور خدا کی رعائتوں سے محروم کر دیا جائے گا۔ تو بہرحال بات قانون بنانے کی ہے تو تقنین صرف خدا کا کام ہے کہ ان الحکم الا للہ۔ اور ہم تو خدا کے غلام ہیں تو اب اس کے قانون پر چلیں گے اور اس کو نافذ کریں گے۔ اور قانون وہ توضیح ہے جو حضور اقدس نے احادیث کی شکل میں فرمائی۔ لتبین للناس مانزل الیھم۔ اور ان کے فرائض میں سے تھا۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔

وہ امت کو آیات خداوندی کی تلاوت فرماتے ہیں۔ ان کے قلوب کا تزکیہ کرتے ہیں۔ اور انہیں کتاب اور حکمۃ کی تعلیم دیتے ہیں۔ تو کتاب کے ساتھ ایک اور چیز بھی آگئی جو ہے حکمت ــ اور منکرین حدیث پرویزیوں کی باتوں کا کیا اعتبار ــ الغرض توضیح حضورؐ ہی کا کام ہے۔ اور اب ایک چیز دوسری جس کا نام ہے توسیع ایک مسئلہ اور ایک جزئیہ حضورؐ کے زمانہ میں پیش ہوا۔ اور اب ہمارے زمانہ میں اس کی مثل اور اس کی نظیر سامنے آئی۔ تو اب علماء مجتہدین کا یہ کام ہے کہ وہ اس واقعہ کا حکم تلاش کریں۔ اس کا مقیس علیہ قرآن وحدیث میں کیا ہے۔؟ مقیس کی اس کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟ تو جب مقیس علیہ حضورؐ کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ جب اس سے مقیس کی مشابہت دلیل سے ثابت کر دے گا تو کہیں گے کہ وہی حکم یہاں بھی نافذ ہے جو مقیس علیہ کا تھا۔ اسی کو قیاس کہتے ہیں۔ اس کو توسیع و

© rasailojaraid.com



تطبیق کہتے ہیں۔ تو توسیع مجتہدین کا کام ہے۔ تو تقنین کام ہے اللہ کا اور تبیین پیغمبرؐ کا اور توسیع صحابہ کرام تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین نے فرمائی اس کا نام ہے فقہ اور مقیس مقیس علیہ کے درمیان مناسبت تلاش کرنا علت کو، داعی کو دیکھنا، وجہ شرکت کو تلاش کرنا اس کا نام ہے۔ اصول فقہ جو ایک مستقل باب ہے۔ اور یہ ہے اسلامی قانون۔

اب اگر اسلامی قانون کو امیر یا قانون نافذ کرنے والا جانتا تک نہیں نہ مراتب معلوم ہیں نہ تفصیلات جانتا ہے۔ نہ اصطلاحات سے واقف ہے۔ وہ بیچارا تو صرف یورپ کا پروردہ ہے۔ اسے تو مارکس اور لینن کی باتیں معلوم ہیں اسے تو شکسپیر کے ڈرامے معلوم ہیں اسے تو ماؤزے تنگ کی باتیں معلوم ہیں۔ اور اسے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اطہر سے جو علوم نبوت پھیلائے گئے ہیں۔ اس کا علم ہی نہیں تو وہ امارت کیسے کرے گا۔؟

تو بات سمجھ میں آئی ہوگی کہ سرچشمہ اگر صاف ہو پانی جہاں سے ابلتا ہے۔ اگر وہ پاک ہے۔ نالی مٹی کی کیوں نہ ہو۔ اس میں صاف ستھرا پانی آئے گا۔ میٹھا پانی ہر جگہ پہنچے گا۔ تو یہی حال امراء اور حکام کا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ امراء تم سب میں سے بہتر ہونے چاہئیں دیکھئے حضور اقدس کے بعد مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کو کیوں منتخب فرمایا۔ بعض حضرات کہتے ہیں یعنی شیعہ کہ خلافت اسکو ملنی چاہئے تھی جس کی قرابت خاندانی تھی حضورؐ کے ساتھ۔ نہیں قرابت نہیں جسکی قربت جس کا درجہ جسکی منزلت زیادہ ہو جس کے اندر قرب خداوندی زیادہ موجود ہو۔ اور اوروں میں بھی یہ بات تھی لیکن ان میں نسبتاً زیادہ تھی تو اسی کو امیر منتخب کیا گیا۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ وکان ابوبکر اعلمنا۔ ہم سب میں بہترین علم رکھنے والے تھے۔ اور افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر الصدیقؓ

خلافت کا معیار ایسی باتیں ہیں۔ اور جو لوگ اس معیار کو چھوڑ کر اور معیار ڈھونڈتے ہیں یا صرف یہ معیار کہ فلاں امیر کا بیٹا ہے تو بس اہلیت کے لئے کافی وہ لوگ سمجھتے نہیں کہ اسلام پر کس قدر بدنما داغ لگاتے ہیں۔ دیکھئے آجکل تو جمہوریت کا زمانہ ہے۔ قیصریت اور کسرویت تو یہ تھی کہ باپ مرا خلیفۂ وقت تھا۔ بادشاہ وقت تو اب اس کے بیٹے کو چاہئے جتنا ہی بدمعاش کیوں نہ ہو اس کو ولی عہد بنا دو بیٹا نہ ہو تو خاندان کی کسی لڑکی کو ڈھونڈ کر پکڑ لاؤ۔ اور اس کے تخت پر بٹھا دو۔ پرویز کسریٰ جب قتل

© rasailojaraid.com


ہوا اور اس کے بیٹے نے باپ کو قتل کیا یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ بعض لوگوں نے اور غالباً حضرت تھانویؒ کے مواعظ میں نظر سے گذرا ہے کہ حضرت آدم کی تیسری نسل سے لیکر اس وقت تک ایک ہی خاندان کی سلطنت قائم تھی۔ تو بڑی طاقت ور سلطنت تھی۔ حضور اقدسؐ نے خسرو پرویز کو بھی اپنا گرامی نامہ بھیجا جس میں گویا ایک حدیث مبارک ہے۔ بسم اللہ من محمد عبد اللہ ورسولہ الی کسریٰ عظیم فارس۔ الخ۔ کسریٰ کو والا نامہ پہنچا، خط دیکھ کر کہا کہ اچھا میرا نام بعد میں اور اپنا نام پہلے لکھا ہے۔ تو اس نے گستاخی کی اور والا نامہ پھاڑ دیا۔ یہ ایک حدیث نبوی کی بے عزتی تھی۔ تو جب حضورؐ کے پاس قاصد واپس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جس طرح ان لوگوں نے میری حدیث کی بے قدری کی اسے پھاڑا، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بھی بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے پارہ پارہ کر دے گا۔ چنانچہ آگے ایسا ہی ہوا۔ پرویز نے حضور اقدسؐ کا خط پڑھ کر آرڈر دیا یمن کے گورنر کو کہ جا کر حضورؐ کو گرفتار کر لو۔ یا نعوذ باللہ قتل کر کے پیش کر دو۔

یمن کے گورنر نے دو آدمی حضورؐ کو گرفتار کرنے کیلئے بھیجے۔ مدینہ منورہ گئے تو حضور اقدسؐ کے سامنے رعب کی وجہ سے لرزنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا کیوں لرزتے ہو کیا چیز یہاں دیکھی، ہمارے مہمان ہو اطمینان رکھو۔ پھر فرمایا انہیں آرام کرنے لے جاؤ کھانا کھلاؤ۔ اطمینان سے ہو جائیں تو پھر جو پیغام وغیرہ لائے ہوں پیش کر دیں گے۔ صبح انہیں بلایا تو انہوں نے کہا کہ حضورؐ ہم تو بڑے بڑے درباروں میں اور بڑے بڑے بہادروں کے پاس گئے ہیں مگر ایسا کوئی رعب ہم پر نہیں آیا۔ یہاں پر آپ کے سامنے رعب اتنا غالب ہوا۔ اور درحقیقت یہ تو رعب نبوت تھی۔ پھر کہا کہ ہمارے پاس آپ کی گرفتاری کا آرڈر ہے۔ فرمایا کس کا کہا، کسریٰ کا۔ فرمایا کہ وہ تو رات قتل کئے گئے۔ دونوں قاصد جب یمن گئے اپنے گورنر کے پاس ابھی اسے کسریٰ کے قتل کی خبر نہیں تھی۔ انہوں نے تاریخ اور وقت بتا دیا چند دن بعد اس کو اطلاع پہنچی تو اسی وقت کے بارہ میں جو حضورؐ نے بتلایا تھا۔ کسریٰ پرویز کا بیٹا اپنے باپ کی بیوی پر عاشق ہوا۔ تو اپنے باپ کو قتل کر دیا اور تخت پر بیٹھتے ہی اس نے سارے ملک کی کلیدی عہدوں پر فائز اپنے خاندان کے مردوں کو چن چن کر قتل کر دیا کہ کوئی مجھ سے بازپرس نہ کر سکے باپ کو پہلے سے بیٹے کی حالت معلوم تھی۔ تو اس نے پہلے سے ایک صندوق میں دوائی کے بکس میں ایک ڈبیہ رکھدی اور زہر ملا کر کسی دوائی پہ لکھا کہ یہ دوا قوت باہ کیلئے بے حد مفید ہے۔ اسے اندازہ تھا کہ بیٹا شوقین مزاج ہے اسے استعمال کرے گا تو اپنے کئے کی سزا پائے گا۔ شہزادہ نے وہی کیا سب خاندان کے قتل کے بعد اس نے وہ دوائی کھالی۔ کہ اب تو عیاشی کروں گا۔

© rasailojaraid.com



وہ کھانا پر، کھاتے ہی زہر کے اثر سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ خاندان میں تخت کا وارث مرد تھا نہیں تو پھر اس کی بہن بوران کو تخت پر بٹھایا گیا، حضور ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا ——— لن یفلح قوم ولّوا امورھم نساءھم۔ کہ ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہوگی جو اپنے امور کی باگ ڈور عورتوں کے ہاتھ میں دیدے۔ تو قیصریت اور کسرویت تو یہی تھی کہ خلافت و حکومت خاندان کی جاگیر بنا دی جائے مرد نہ ہو تو کسی عورت یا بچے کو پکڑ کر تخت پر بٹھا دیا جائے۔ اسلام نے اس چیز کو ختم کیا۔ حضرت علیؓ خلیفہ راشد ہیں، رابع خلیفہ ہیں، مگر پہلے جو خلیفہ منتخب ہوئے وہ تھے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق سیدنا ابوبکر الصدیق ——— ان کی حالت، تدین و تقوٰی اور دیانت کی کیا تھی کہ خلافت سے قبل کپڑوں کی تجارت فرماتے۔ خلافت کا بار سنبھالنے کے بعد حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ کپڑوں کی گٹھڑی لادے ہوئے بازار بیچنے جا رہے ہیں۔ تو کہا حضرت اب تو آپ پر بڑی ذمہ داریاں ہیں۔ امت کا سارا کام آپ کے کاندھوں پر ہے۔ فرمایا بیوی بچوں کا بھی فکر کرنا ہے۔ ان کی معاش کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ مسجد میں جا کر حضرت عمر نے اہل حل و عقد صحابہؓ کو جمع کیا، مشورہ ہوا کہ اوسط درجہ کے مہاجر صحابی کا جو یومیہ وظیفہ ہو وہ خلیفۃ المسلمین کو بھی دیا جائے کہ وہ اپنے کاروبار سے بے فکر ہو کر خلافت کا کام کر سکیں۔

وظیفہ کیا تھا۔؟ یہی آٹھ آنے یا بارہ آنے کے برابر۔ بیوی نے پیسہ پیسہ بچا کر کئی دن بعد کہیں حلوہ بنایا، پتہ چلا تو اسے بھی اٹھا کر بیت المال میں بھیج دیا اور اپنی تنخواہ یومیہ اس کے برابر کم کرا دی کہ اتنے سے کم پر بھی کفایت ہوتی ہے۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ان کے خاص غلام تھے۔ جو کبھی کبھی کچھ پکا کر پیش کر دیتے۔ ایک دن آئے حضرت صدیقؓ کے سامنے کھانے کی کوئی چیز پیش کر دی۔ آپ نے تناول کر لی۔ ایک لقمہ کھایا تو غلام نے پوچھا کہ آپ تو ہمیشہ کسی کھانے کے بارہ میں پوچھتے تھے کہ کہاں سے لائے کس ذریعہ سے حاصل کیا۔؟

قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ ایک ایک پائی کے بارہ میں پوچھیں گے کہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ۔ کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ہاں مجھے بھول ہو گئی۔ بھوک تھی سامنے کھانا آیا تو میں نے کھا لیا۔ ویسے بھی آپ محتاط ہیں۔ تو غلام نے کہا کہ میں زمانہ جاہلیت میں سحر جادو ٹونکے وغیرہ کیا کرتا تھا۔ جھاڑ پھونک۔ مگر اب اسلام لانے کے بعد چھوڑ چکا ہوں۔ تو اس وقت کے کسی سحر وغیرہ کا نذرانہ مجھے ان لوگوں نے آج پیش کر دیا۔ میں نے قبول کر لیا۔ اور آپ کے سامنے بھی پیش کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ پریشان ہو گئے کہ یہ تو عجیب بات ہوئی۔ حرام کمائی کا لقمہ پیٹ میں چلا گیا اب اس کے نکالنے کیلئے انگلیاں حلق میں ڈالیں کئی طریقے اختیار کئے مگر خالی پیٹ کا ایک لقمہ کب

© rasailojaraid.com



نکل سکتا تھا۔ بڑی تکلیف اٹھائی کسی نے کہا کہ اگر ضرور نکالنا چاہیں تو بہت سا پانی پی لیں اور بال منہ میں ڈال دیں۔ تو شاید نکل جائے۔ بہرحال بڑی تکلیف اٹھا کر اس لقمہ کو قے کر دیا۔ کسی نے کہا کہ یہ تو ایک لقمہ تھا۔ فرمایا حرام کھا کر انسان جنت نہیں جا سکتا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے: لا یربو لحمٌ نبت من سحت الا کانت النار اولیٰ بہ۔ یہ کھانا معدہ میں ہضم ہو کر خون بن جاتا ہے۔ قلب میں رگوں میں پھیل کر گوشت بن جاتا ہے اور جیسا کہ دنیا میں ہم صاف ستھرے کپڑے پہن کر ہی کسی افسر یا دربار میں جاتے ہیں۔ ناپاک ہو کر نہیں جاتے۔ تو قیامت کے دن حرام سے بنا ہوا جسم جہنم میں جلے بغیر جنت اور دیدار خداوندی کا قابل نہیں ہو سکتا۔ یہ گوشت آگ میں جلے گا۔ یہ اپریشن ضرور ہوگا۔

تو گندہ نجس جسم کے ساتھ ہم جنت نہیں جا سکتے۔ قیامت کے پچاس ہزار مشقتوں کے دن سے بھی صفائی نہ ہوئی تو پھر جہنم سے صفائی کرائی جائے گی۔ دھوبی کپڑے کو گرم پانی میں جوش دیتا ہے۔ نہ ہو تو اسے لکڑی سے اور پتھروں سے مارتا ہے۔ قدموں میں پامال کرتا ہے تاکہ میل کچیل نکل جائے۔ تو اگر دل میں رتی بھر ایمان ہے تو پھر اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل جائے گا۔ بہرحال حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ حال تھا جو افضل البشر بعد الانبیاء ہیں جس کو خدا نے اولو الفضل کہا ہے۔ جو محمد رسول اللہ والذین معہٗ کا زندگی اور موت کے بعد اور حشر کے بعد بھی مصداق ہیں۔ پھر حضرت عمر خلیفہ بنے جس کے ہاتھ سے قیصر و کسریٰ کے خزانے تقسیم ہو رہے تھے۔ اس کا روزینہ بھی ۸ یا ۱۰ آنے یومیہ تھا۔ صحابہؓ چاہتے تھے کہ کچھ اضافہ ہو۔ براہ راست جرأت نہ تھی۔ تو ان کی صاحبزادی حفصہ جو ام المومنین تھیں کی وساطت سے کہلوایا کہ تنخواہ بڑی کم ہے۔ کچھ اضافہ مان لیجئے۔ حضرت عمرؓ نے سن کر ناراضگی ظاہر کی۔ جس نے مشورہ دیا اس کا نام معلوم کرنا چاہا۔ حضرت حفصہ نے کہا میں نام نہ بتلانے کا وعدہ کر چکی ہوں۔ پھر پوچھا اے بیٹی تمہارے ہاں حضورؐ کا بہترین کپڑا، بہترین کھانا، بہترین فرش کیا ہوا کرتا تھا۔ فرمایا مجھے اتنا یاد ہے کہ ایک دن حضورؐ نے جو اچھے سے اچھا کھانا تناول کیا تو وہ جو کی گرم روٹی پر کچھ گھی لگا ہوا تھا۔ حضورؐ نے اسے رغبت سے تناول کیا۔ کپڑے گیروی رنگ کے موٹے کھدر جیسے پیوند لگے ہوئے تھے۔ سونے کا فرش زمین پر ایک دری تھی میں نے ایک رات اسے دوتہ کر دیا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ اس پر آرام فرمایا مگر سحری کو اٹھ کر فرمایا حفصہ تم نے یہ کیا بچھایا۔ آئندہ ایسا نہ کرنا آرام سے سو جانے کی وجہ سے رات کی عبادت مشکل ہو جاتی ہے۔

ــــ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا دیکھو حفصہ ان لوگوں سے کہہ دینا کہ میرے دو رفیق ہمارے لئے ایک راستہ بنا کر چلے گئے ہیں۔ اور منزل مقصود کو پا گئے ہیں۔ یعنی رضائے الٰہی اور حصول جنت۔ ایک حضورؐ کی ذات دوسرے حضرت ابوبکر۔ تیسرا رفیق یعنی خود حضرت عمر ان کے پیچھے جا رہا ہے۔ جن کا مقصد

© rasailojaraid.com



اپنے ساتھیوں سے ملنا انہیں پا لینا ہے۔ اگر وہ ان کا بتایا ہوا راستہ بدل دے گا۔ تو پھر کسی دوسری جگہ پہنچ جائے گا۔ تو میں اپنے دونوں ساتھیوں کے طرزِ معاشرہ کو نہیں بدل سکتا۔ یہی تنخواہ رہنے دو۔ حضرت عمرؓ نے لاکھوں مربع میل زمین ہزاروں شہر ہزاروں مساجد اسلامی حکومت میں شامل کرائے، مگر دنیا سے جاتے وقت بیٹے کو بلایا اور اس معمولی تنخواہ کا بھی حساب نکلوا کر وصیت کی کہ اسے میرے گھر اور زمین سے پورا کر کے بیت المال میں واپس کر دو۔

یہ حضرات حضورؐ کے ارشاد کے مصداق تھے۔ کہ اذا کان امراءکم خیارکم۔ اگر امیر تم میں سے بہترین، دیندار متقی ہو تو سارے ملک پر اثر پڑے گا۔ خدا کی رحمت نازل ہو گی، نہ ملک میں جھگڑا ہو گا۔ نہ بدامنی، حضرت عثمانؓ کی یہی حالت تھی حضرت علیؓ خلیفہ بنے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ گذرے۔ بھیڑ بکری کو نہیں چھیڑتے تھے۔ ہندوستان میں عالمگیر گذرے کابل تک حکومت تھی، تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ قرآن مجید کی کتابت فرما کر اس مزدوری کو اپنے اوپر خرچ کیا کرتے۔ وفات کے وقت اسی رقم سے تجہیز و تکفین کرانے کی وصیت کی ترکہ میں عالمگیری جیسا عظیم دینی کام چھوڑا حضورؐ نے ایسے امراء کو امت کی بھلائی اور بہتری کی علامت قرار دیا۔ آگے فرمایا کہ: واغنیاءکم سمحاءکم تمہارے دولت مند اور غنی، سخی ہوں، فیاض ہوں۔ اور دولت کمانا بری چیز نہیں نہ شریعت منع کرتی ہے۔ مگر حلال دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے دولت نہیں۔ حُبِ دنیا بری چیز ہے۔ دنیا کی محبت اگر غریب میں ہے۔ تو وہ دنیا دار ہے۔ اور اگر لکھ پتی ہے۔ مگر دل میں حبّ دنیا نہیں تو اہل اللہ میں سے ہے۔ تو اگر دولتمند دین مذہب قوم ملک انسانیت کے لئے دولت کے دروازے کھلے رکھیں

اور تیسری بات یہ ہے۔ کہ وامورکم شوریٰ بینکم۔ ہر معاملہ کا مشورے سے فیصلہ ہو اور یہی صحابہؓ کی شانِ حق ہے۔ تو ڈکٹیٹر مت بنو۔ آج نہ دلیل سنتے ہیں نہ عقل کی بات۔ بلکہ صرف کا سوال ہے کہ جدھر سے اشارہ ہوا اور زیادہ ہاتھ اٹھے وہی صحیح۔ تو امت کے معاملات اہل حل وعقد اور دینداروں کے مشورے سے طے ہونے چاہئیں۔ اگر یہ حالت ہے۔ تو تمہارا زمین کے اوپر رہنا بہت ہی اچھا ہوا، ورنہ اگر نہیں تو اسلام ملک قوم، حضورؐ کے لئے داغ بن جائیں گے۔ آگے فرمایا۔ اگر تمہارے امیر تم میں سے شریر ہوں، غنڈے ہوں۔ نکمے بن نکمے ہوں۔ شرابی، زانی، رقص کرنے والے دین اسلام نماز روزہ سے جاہل ہوں۔ اور تمہارے دولتمند تجوریاں بھرنے لگیں۔ نہ دین کے نہ قوم اور ملک کے بس اپنے نفس اور خواہشات کے اور ——— امورکم الیٰ نساءکم ——— جو بھی معاملہ ہو اس میں بیوی کو خود مختار بنایا۔ خدا اور رسول رشتہ داروں سے تعلق میں بھی بیوی کی مرضی اور نامرضی معلوم کرے اور غور تول۔ کیونکہ حقوق اپنی جگہ ہیں۔ انکی بھی قدر ہونی چاہیئے۔ مگر عورت کا تابع ہونا بُرا ہے۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین۔ ■■